

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۵

کرسمس نمبر

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔اے ۱۸ وارث روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ

پادری ایچ۔ ای۔ وائلی صاحب ایس۔ پی۔ ایم۔ ایمپریس روڈ۔ لاہور } منیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب نور افشاں ہونا چاہیے۔ تمام مضامین و اشتہارات برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے بنام ایڈیٹر ۱۸ وارث روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں

حقیقی نور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا

جلد ۵۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۷ء | نمبر ۵۱

آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا۔ یعنے مسیح خداوند۔ انجیل لوقا ۲: ۱۱

قصیدہ

وہ تازہ کونپلیں پھوٹیں وہ ہر گل پہ بہار آئی
خزاں کھسکی گلستاں سے نوید نوبہار آئی

نہ پوچھ اے ہمنشیں! دیوانگانِ عشق کا عالم
جنونِ شوق میں زنداں سے پھر نکلے ہیں سودائی

پرستارانِ یسوع اور ہی عالم میں آ پہنچے
کہ شہرت یاب آخر ہو گئی مجنوں کی سودائی

چلی بادِ صبا ہر گل میں تازہ زندگی دوڑتی
ہوا ہر عنصر خاکی میں اعجاز مسیحائی

سحر ہوتے ہی گلشن میں گلوں نے اپنے پر کھولے
خدا کے سب فرشتوں نے بھی اُس پر مشک سائی

شب مہتاب میں تھی نور کی چادر بچھی ہر سو
نگاہوں نے جدھر دیکھا تجلی ہی نظر آئی

سحر سجدہ نما تھی اور قدرت سانس لیتی تھی
نگار سبزہ تر میں بھی تھی تازہ زندگی آئی

یکایک آسماں سے منجی عالم ہوا ظاہر
کہ جس کو دیکھکر حیرت میں آیا چرخِ مینائی

ادھر گم گشتگانِ جادۂ ہستی بھٹکتے تھے
خداوندِ مسیحا نے ہی اُن کو راہ بتلائی

وہ یسوع ہی خداوند ہے کہ جسکے فیض سے یکدم
پرستش بتکدوں کی ہو گئی ماضی تمنائی

ہوا عالم منور جلوۂ نورِ حقیقت سے
چمن کا ذرہ ذرہ بن گیا چشم تماشائی

اٹھو بادہ پرستو! روح پھر تازہ کرو اپنی
کہ ساقی دے رہا ہے آج تم کو جام صہبائی

ادب سے تو بھی چل احقر محبت کو نذر لیکر
رہیگی تابکے۔ غافل اسیر قید تنہائی

خادمہ۔ آر۔ بی۔ افغان۔ ہیڈ مسٹریس

غزل

جناب اختر کے قلم سے

اللہ رے یہ جلوہ حسن وجمال عید
چمکا برنگ ابروی خوباں ہلال عید

آئی جو باغ دہر میں ناز و ادا کے ساتھ
ایام رنج دور ہوئے پائمال عید

گھونگٹ اُلٹ کے جذبۂ دل نے دکھا دیا
مانند نوعروس رُخ ہے مثال عید

آئے مسیح رب جلیل آج عرش سے
اب اس سے بڑھکے چاہئے کیا ہو کمال عید

تو ہی کہیں جلیں تو کہیں نوبتیں بجیں
اللہ رے یہ شوکت وجاہ وجلال عید

رحمت سے اے مسیح خداوند تیری آج
دل میں ہمارے آئی بہار جمال عید

اختر اُٹھاؤ ہاتھ دعا کے لئے ذرا
دست خمیدہ کو تو بناؤ ہلال عید

جبتک ہے اے خدا سحر وشام میں فرق
جبتک صیام سے ہے اتصال عید

جبتک ہیں مہر وماہ کے مطلع الگ الگ
جبتک کسی برس سے نہو انفصال عید

ہر ملک میں ہو دین مسیحی عروج پہ
نام خدا ہو غازۂ روی مقال عید

قصیدہ

بتقریب ولادت باسعادت عیسیٰ مسیح

ازقلم جارج جیمس

حمد جھک کر لکھ قلم تو اس خدای پاک کی
قدر جس نے کی ہے دستِ فیض سے ہر خاک کی

مسیحا ہوا آج پیدا جہاں میں
فضیلت کا بادل ہے چھایا جہاں میں

چلی باغ ہستی میں اتنی صبا آج
ہے گلشن کی رونق دوبالا جہاں میں

گل وبلبل وبرگ اترا رہے ہیں
عجب رنگ سبزے نے پایا جہاں میں

گلوں نے لباس عروسی ہے پہنا
کہ جلوہ نیا ایک پھیلا جہاں میں

خوشی کے ترانے کوئی گا رہا ہے
ہے گھر کو کسی نے سجایا جہاں میں

صدا آسماں پر فرشتوں کی ہے یہ
خوشی کا ہے اب وقت آیا جہاں میں

کہ اب مخلصی ہے گناہوں سے سبکی
یہ مژدہ ہر ایک کو سنایا جہاں میں

تیرا شکر کیونکر ادا ہو خدایا
کہ جنت کا در تو نے کھولا جہاں میں

گڈریے بھی تھے اتنے دل شاد وخرم
کہ سجدہ میں سر کو جھکایا جہاں میں

فلک سے زمیں پر یہ آئیں صدائیں
کہ پیدا ہوا ہے مسیحا جہاں میں

یہ ہے ہستی ذات باری کی بخشش
کہ پھوٹا ہے رحمت کا چشمہ جہاں میں

خدا کے ہے محبوب کی آج آمد
یہ ہے پسر مریم جو آیا جہاں میں

دلوں کو مصفا کیا نور حق نے
فضل کا یہ سورج ہے نکلا جہاں میں

کھلے ذات مخفی کے اسرار سارے
ہوا ہے نوشتہ یہ پورا جہاں میں

مجوسی چلے دینے نذر مسیحا
ہوا جن کا رہبر ستارا جہاں میں

نئے سر سے خلق خدا زندہ ہوگی
شفا سب کی لایا مسیحا جہاں میں

دُعا ہے یہی مہرؔ کی دل سے ہردم
یہ ہو دن مبارک خدایا جہاں میں

یسوع کے کنواری سے پیدا ہونیکی ضرورت

یسوع کے کنواری سے پیدا ہونے کی ضرورت تین سببوں سے تھی

(۱) پیشین گوئیوں کے پورے ہونے کے لئے

(۲) داؤد کے تخت کا جائز وارث وحقدار ہونے کے لئے

(۳) نجات دہندہ ہونے کے لئے۔

اوّل۔ پیشینگوئیوں کے پورے ہونے کے لئے

دو یونانی لفظ ہو یئاس جسکا ترجمہ بیٹا کیا گیا ہے اور سپرما . . . . جس کا ترجمہ نسل کیا گیا ہے کلام میں استعمال کئے گئے ہیں جو انہیں دو لفظوں کے استعمال کرنے پر پیشین گوئی کے پورے ہونے اور پیشین گوئی کی رو کوں سے بچکر داؤد کے تخت کا جائز حقدار ہونے کی نسبت مسیح کی زندگی کا بڑا انحصار ہے۔ اگر وہ کنواری سے پیدا نہ ہوتا تو داؤد کے تخت کا حقدار ہونے کا دعوے کرنا اُس کے لئے قطعی ناممکن ہوتا۔ لفظ ہو یئاس . . . یعنے بیٹا سے قدرتی بیٹا جس کا خون کا رشتہ ہو مراد لی جا سکتی ہے اور اکثر اس معنے میں بھی استعمال ہو سکتا ہے لیکن اس سے صرف قانونی رشتہ سے ہی مراد لی جا سکتی ہے جس کا خون سے کوئی تعلق نہ ہو اور تمام زبانوں میں ایسا ہوتا بھی ہے۔ مثلاً ساؤل نے داؤد کو اپنا بیٹا کہا کیونکہ داؤد نے ساؤل کی بیٹی سے بیاہ کیا تھا۔ یعنے خون کے رشتے کے بغیر حقیقی بیٹا نہ ہونے کی حالت میں بھی داماد ہو کر اُس کا بیٹا کہلایا جا سکتا ہے۔

برعکس اس کے لفظ سپرما . . . یعنے نسل سے ہمیشہ خون کا رشتہ سمجھا جاتا ہے اور کبھی یہ لفظ محض قانونی رشتے کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال نہیں ہوا۔

اس دنیا میں کئی گھرانوں میں ایسے بیٹے ہیں جو خون کے رشتے کے لحاظ سے نہیں بلکہ شرعی رشتہ کے باعث بھی بیٹے کہلاتے ہیں۔

لفظ سپرما . . . . . جس کا ترجمہ نسل کیا گیا ہے تمام بائبل میں سوای ایک جگہ کے باپ کی نسل کے واسطے استعمال ہوا ہے۔ مستثنیٰ صرف وہی ہے جبکہ وہ مسیح کی نسبت بطور پیشگوئی کے





نور افشاں

مطبوعہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۷ء

ناظرین کرام کو عید کرسمس مبارک ہو

ہم خدا باپ کا شکر کرتے ہوئے نور افشاں کے ایڈیٹوریل سٹاف کی طرف سے اور ان جملہ معزز ناظمین و ناثرین کی طرف سے جنکا کلام نظمی و نثری نمبر ہذا میں شائع ہوا ہے اور ان معزز نامہ نگاروں کی طرف سے جن کی تحریرات عدم گنجائش کی وجہ سے درج اخبار نہیں ہو سکی ہیں یہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور خدا سے اس بات کے لئے دعا کرتے ہیں کہ وہ اخبار کے نمبر ہذا کے وسیلے سے ان سب کو بیت لحم کی سرائے کی چرنی میں منجی دو جہاں کا دیدار نصیب کرے۔ جو آج کے دن اسکی آمد کی خوشی میں شاداں و فرحاں ہیں اور خدا اُن ہموطنوں کی آنکھیں بھی کھولے جو صلح و سلامتی کے شہزادے کو آج تک نہیں پہچان سکے ہیں اپنے نام کی خاطر وہ ہمیں اس کا دیدار نصیب کرے۔ آمین۔

آسمان ہند کے فرشتوں کے گیت و پیغامات

اخبار کا نمبر ہذا ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسیحی ہند کی اُس خوشی کا اظہار ہے جو اُس نے عید کرسمس کے وقت ظاہر و بیان فرمائی ہے۔ ہند کے مسیحی ناظم و ناثر کا ہر ایک پیغام خداوند یسوع مسیح کی تشریف آوری کی شادمانی کا تازہ اور موزوں پیغام ہے جو بیت لحم کے آسمان کے فرشتوں کے پیغامات اور حمد و ستایش کے گیتوں کی ترجمانی کرتا ہے۔ گویا آسمان ہند کے فرشتے آسمانِ کنعان کے فرشتوں کے ہمنوا ہوکر خدا کی حمد و ستایش میں رطب اللسانیاں کرتے نظر آرہے ہیں۔ ناظرین کرام ہر ایک نظم و نثر کو غور سے پڑھیں۔ سمجھنے کی کوشش کے ساتھ پڑھیں خصوصاً ہر ایک کو حفظ کرنے اور دہرانے کے خیال سے پڑھیں اور دیکھیں کہ ان میں ہمارے باعث فخر ناظمین نے مسیحی خوشی اور شادمانی کے جذبات کا کس خوبی سے اظہار فرمایا ہے۔ اُن کے خیالات کی وسعت اور لطافت اُن کے الفاظ کی ملاحت و فصاحت واقعی دل کو لبھانے والی ہے۔ ان کے ہر ایک لفظ و جملہ میں مضمون و معانی کی پاکیزگی مترشح ہے۔ ہم اپنے ناظمین و ناثرین کی نسبت خوشی سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کے ہر دو قسم کے پیغامات مسیحی ہند کی خوشی اور شادمانی کی اعلےٰ و افضل نمائندگی ہیں۔ کاشکہ یہ ہموطنوں کے گھر گھر پہنچ سکیں اور ہر ایک ہندوستانی کو اُن کے وسیلے سے یہ خبر ہو جائے کہ ان کا مکتی داتا خداوند یسوع مسیح ہے۔

کلامِ نادر

ہے شگفتہ غنچۂ دل آج یہ کیا راز ہے
آمدِ ابنِ خدا پر شاید اس کو ناز ہے

بدگمانی کا نہ ہوگا اس یقیں پر اب گماں
ابنِ مریم آج میرا مالک و دمساز ہے

اُس شفیعِ عاصیاں کا ہوگیا ہے اب ظہور
عرشِ اعظم جسکے آگے فرشِ پا انداز ہے

ہوگیا جس کو میسر قربِ درگاہِ مسیح
وہ نیا مخلوق اس اعزاز سے ممتاز ہے

تیری ماہیت کی پہنچوں کنہ تک یہ ہے محال
کیونکہ تو پوشیدہ ہے اور مخفی تیرا راز ہو

بزمِ عالم میں مسیحی کس لئے غمگین ہوں
جبکہ منجی اُن میں آکر آج جلوہ ساز ہے

سر پہ تیرے سایہ گستر ہے مسیحِ مہرباں
تجھ کو اے نادر یہ بیشک چاہئے فخر و ناز ہو

نادر۔ بی۔ اے

بیتِ لحم کا سرائے دار

ذکر کرتے ہیں کہ ملک فلسطین میں ایک سرائے دار رہتا تھا۔ ایک رات دو نوجوان اُسکی سرائے میں آئے اور انہوں نے اس سے رہایش کی درخواست کی سرائے دار نے جواب دیا کہ اگرچہ سرائے اس وقت کھچا کھچ بھری ہوئی ہے تاہم پردیسیوں کے لئے میں کہیں نہ کہیں ضرور جگہ بنا لیا کرتا ہوں۔ چنانچہ اُس نے دونوں کو خوش آمدید کہا۔ ان کی پوشاک کسانوں کی سی تھی اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بڑی دور دراز کی مسافت طے کرکے آئے ہیں۔ کیونکہ وہ بڑے تھکے ہارے نظر آتے تھے اور ان کے چہرے اور کپڑے سخت گرد آلود ہو رہے تھے۔ اُن میں سے ایک کی صورت سے جو عمر میں کمتر تھا ایک غیر معمولی وقار اور جلال برس رہا تھا اور دوسرے کے تیور اور خط و خال اگرچہ ذرا ناتراشیدہ سے تھے لیکن بذاتِ خود وہ بڑا صاحبِ خوش اخلاق تھا۔

سرائے دار اُن کو باہر کے زینے سے ڈیوڑھی کے بالائی کمرے میں لے گیا۔ ایک دیوار کے ساتھ ساتھ فرش بچھا ہوا تھا اور کمرے کے عین بیچ میں ایک چھوٹی سی میز اور کچھ پلنگ پڑے تھے۔ ایک کونے میں کوئلے کی انگیٹھی تھی اور پاس ہی چند چٹائیاں لپٹی ہوئی رکھی تھیں۔

"پیشتر اس کے کہ آپ محو خواب ہوں آپ ضرور کچھ ماحضر نوش جاں فرمائینگے؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاں ہاں۔ ۔ ۔ ۔ میرے لئے یہ باعثِ صد فخر ہوگا۔ میں خود جاکر کھانا لاؤنگا اور ساتھ ہی ہاتھ منہ دھونے کے لئے پانی بھی۔"

تھوڑی ہی دیر میں وہ کھانے سے بھرا ہوا ایک خوان اُٹھا لایا۔ اس کے ہمراہ ایک نوکر بھی تھا۔ جس کے ہاتھ میں ایک آفتابہ اور باسن تھے۔ اتنی دیر میں کہ ہر دو مہمانوں نے وضو کیا سرائے دار نے خود دسترخوان پر کھانا چن ڈالا۔

جب تک کہ مہمان اپنے دستور کے مطابق کھانے پر برکت کے کلمے کہتے رہے وہ وہاں کھڑا رہا۔ مگر اُن کی دعا ختم ہونے پر وہ وہاں سے جانے ہی کو تھا کہ بڑی عمر والے مہمان نے اُس سے پوچھا

"کیا آپ ہر راہ چلتے مسافر کو جو آپ سے رہائش کی درخواست کرے اسی طرح قبول کر لیا کرتے ہیں"؟

اُس نے بزور جواب دیا ہاں ہمیشہ۔ اب میں اپنے دروازے سے کسی مسافر کو واپس نہیں پھیرتا ہوں"

"اور کیا آپ کی مہمان نوازی کا کبھی ناجائز فائدہ نہیں اُٹھایا گیا"؟

سرای دار نے اپنے کندھوں کو جنبش دیکر کہنے لگا کہ جناب! انسان آخر انسان ہی تو ہیں۔ یہاں تو جنگل بیابان ہیں کے چور بھی آتے ہیں اور اپنے آپ کو امن پسند تاجر بتا کر قیام کر جاتے ہیں۔ پھر ایک آدھ روٹی کی بات ہے نا کیا ہوا! اُن کا خدا اُنہیں سمجھیگا"!

"مجھے آپ کے اس جواب سے سخت حیرت ہوئی ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کون سی خاص وجہ ہے جسکی بنا پر آپ نے "دنیا جہان سے نرالے دستور کو اپنا دستور العمل بنا رکھا ہے"؟

سرای دار کے چہرے پر ملال اور اُداسی چھا گئی اور اُس نے جواب دیا کہ سُوء اتفاق سے میں نے ایک دفعہ ایک نہایت عجیب و غریب موقعہ ہاتھ سے کھو دیا۔ تب سے میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ میں آگے کو دوسرا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دونگا"۔

چھوٹی عمر والے مہمان نے نہایت ملائمت آمیز مگر تحکمانہ لہجہ میں اسکو کہا کہ آپ ضرور ہمیں کُل قصہ سُنائیں"۔

اُس نے کہا اس میں میرا کچھ قصور نہ تھا۔ بھلا میں کر ہی کیا سکتا تھا؟ کوئی تیس ایک برس ہوئے . . . . لیکن غالباً آپ کو علم نہ ہوگا . . . . . کہ یہ سرائے مجھے ورثہ میں ملی تھی۔ ٹھیک ان ہی دنوں میں ان رومیوں نے ایک مردم شماری کروائی تھی پر کیوں؟ اس کا ہمیں کچھ پتہ نہ چلا لیکن سرکاری حکم تھا کہ ہر ایک شخص اپنے اپنے شہر میں جا کر اپنا نام لکھوائے۔ میں نے ان گلی کوچوں میں ایسا جم غفیر پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ ہی ہجوم کے باعث ایسی بدنظمی ہی کبھی مشاہدہ میں آئی تھی۔ میری سرائے میں جتنی ممکن اور مناسب سمائی ہونی چاہیے تھی۔ اُس سے دو چند زیادہ لوگ قیام پذیر تھے۔ میانہ درجہ کے لوگ گلیل کے شرفاء۔ زمیندار۔ ربی اور کاہن معہ گڈریے اور مچھوے بازاروں میں ایک دوسرے کو دھکیلتے پھرتے تھے۔ اس رات ایک شخص گلیل کی پہاڑیوں سے اسی پھاٹک پر آیا اور پناہ کے لئے منت سماجت کرنے لگا۔ وہ اپنی بیوی کے لئے کوئی تنہائی کی جگہ چاہتا تھا۔ وہ گدھے پر سوار تھی اور وہ آپ گدھے کو ہانک رہا تھا۔ دونوں سفر کے باعث گرد آلود تھے اور وہ عورت بے چاری تو تھکان سے ایسی چور ہو رہی تھی کہ بے ہوش ہو جانے کے قریب تھی میرے نوکروں نے یہ کہکر کہ سرائے میں کوئی جگہ نہیں۔ اُنہیں یہاں سے پھیر دیا . . . . . ہیہات ہیہات!

اس کے بعد سرائے دار اپنی چھاتی پیٹنے اور چلانے لگا۔ "اے خدا رحم۔ رحم! لیکن میں اس میں بالکل بے قصور ہوں۔ ہاں بالکل بے قصور۔ اس لئے کہ مجھے اس واقعہ کی مطلقاً خبر ہی نہ تھی"۔

"آخر کار وہ دونوں ان پہاڑیوں کی غاروں میں چلے گئے جن سے میں کبھی اصطبل کا کام لیا کرتا تھا اُس رات اس میں مواشی بھی تھے اور کڑاکے کا جاڑا تھا۔ کیونکہ شام کے قریب کچھ برف بھی پڑ رہی تھی لیکن وہ ایسی گندی اور غلیظ جگہ تھی کہ میں نے اپنے خچر بان کو بھی اس میں نہ اُتارا ہوتا۔ خیر کچھ دنوں کے بعد وہ دونوں گلیلی اور اُن کا بچہ وہاں سے چلے گئے اور اگرچہ ہم نے تب سے اُن کے متعلق اور کچھ نہ سُنا لیکن اب اس معاملہ پر مزید صفائی اور صراحت کی حاجت نہیں۔ سمجھئے جناب! وہ طفل نوزائیدہ ہمارا مسیح موعود تھا جو انبیائے سابق کی پیشینگوئیوں کے بموجب اسی جگہ پیدا ہُوا تھا۔ ذرا خیال فرمائیے کہ مسیح سُلطان السلاطین ہو اور پیدا ہو میرے اصطبل میں! کیسا بے نظیر موقعہ میں نے کھو دیا! اگر میں آپ سے عرض کروں کہ میں تب سے غم اور افسوس کے کڑوے گھونٹ پی رہا ہوں تو آپ ذرہ بھر تعجب نہ کریں"۔

یہ کہکر اچانک وہ خاموش ہو گیا مگر پھر اُس نے اُن سے پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟"

چھوٹی عمر والے مہمان نے جواب دیا "گلیل سے"۔

"کیا خوب! تب تو آپ اُسی کے وطن سے آئے ہیں! اگر آپ وہاں واپس جائیں اور اُس سے ملنے کا اتفاق ہو تو از راہ کرم میری طرف سے ہو کے اُس سے بولیں اور میرا یہ پیغام دیں کہ مجھے سخت افسوس ہے کہ مجھے اس بات کا مطلقاً علم نہ تھا کہ اس رات میرے اصطبلوں میں پیدا ہونے والا وہی شاہ ذوالجلال (اے کاش اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں ساری سرائے اُس کے لئے خالی کروا دیتا۔ غالباً میں نے اُسکو بھی کھو دیا ہوتا) ہاں میری طرف سے اُسے کہہ دیں کہ اگر وہ پھر کبھی بیت لحم سے گذرے تو میری سرائے کو وہ اپنا گھر سمجھے اور مجھے اپنا غلام! یہی سبب ہے کہ اب میں کسی پردیسی کو قبول کرنے سے انکار نہیں کرتا یہ میں اُسی کے صدقے سے کرتا ہوں . . . . لیجئے اب میں آپ سے رخصت چاہتا ہوں۔ خدا کرے آپ میٹھی نیند سوئیں"۔

ہر دو مہمان کھڑے ہو گئے۔ بڑی عمر والے نے اپنے ساتھی کی طرف استفسارانہ نگاہ ڈالی اُس کے ساتھی نے بھی اشارہ ہی میں جواب دیا اور پھر نہایت ہی خوش آئند انداز میں بے بیان شیریں تبسم کے ساتھ سرائے دار سے یوں مخاطب ہوا "آپ سے پہلا موقعہ تو بلا شک چوک گیا لیکن آپ کو دوسرا موقعہ ملا اور آپ اُس میں ناکام نہیں نکلے"

سرائے دار متعجب ہو کر پوچھنے لگا "ایک دوسرا موقعہ؟ وہ کب؟"

"آج ہی کی رات"

سرائے والے نے اور بھی حیرانی سے کہا جناب



میں بالکل نہیں سمجھا۔ کونسا موقعہ؟ اور میں کس طرح نا کام نہیں رہا؟ للّٰلہ ذرا وضاحت سے کام فرمایئے؟

"اس لئے کہ میں پردیسی تھا اور آپ نے مجھے قبول کیا"۔

کچھ دیر تو بوڑھا سرائے دار ششدر و ششکر آ آکتا رہا۔ پھر یکایک جب اُسے فہم عطا ہوئی اور اُس کی چشمِ حقیقت وا ہوئی تو اُس نے زمین بوس ہو کر سجدہ گذرانا اور دیوانہ وار چلّانے لگا۔

یا سیدی! یا سیدی! ربی! جلیلی! ناصری!

الف۔ ایم۔ نجم الدین اختر

کلامِ شفا

جناب پادری اے۔ آر بیلی صاحب شفا

آج عالم میں وہ ختم المرسلیں پیدا ہوا
قدر و قیمت جسکی ہے نظرِ خدا میں بے بہا
کافر و دیندار سب کے سب ہوئے جس پر نثار
آج عالم میں ہوا پیدا وہ فخرِ کائنات
جو فقیروں کو بنا دیتا ہے دم میں بادشاہ
جھک گئے تعظیم کے سجدے میں انسان و ملک
مٹ گئے کفر و ضلالت دُور بیدینی ہوئی
جسکے صدقے دولتِ ایماں فزوں ہو جائیگی
دیکھکر ابنِ خدا کو ایک عالم بول اُٹھا
آج عالم میں ہوا پیدا وہی شیریں زباں
جب گنہگاروں کے بچنے کی نہ تھی کوئی سبیل
ہے عدالت گاہ جسکی آسماں پر بالیقیں
جس کے دیدارِ مقدس کا تھا عالم منتظر
جسکے سجدے میں فرشتے سرنگوں ہیں آج تک

جسکی خدمت کے لئے روح الامیں پیدا ہوا
آج چرنی میں وہی دُرِّ ثمیں پیدا ہوا
بطنِ مریم سے وہ شاہِ مرسلیں پیدا ہوا
جسکی خلقت کے سبب عرشِ بریں پیدا ہوا
آج عالم میں وہی مسند نشیں پیدا ہوا
جس گھڑی ابن الٰہ العالمیں پیدا ہوا
جس گھڑی عالم میں ہادیِ مبیں پیدا ہوا
شاد ہوں سب وہ امیر المومنیں پیدا ہوا
خاتمِ مہرِ سلیماں کا نگیں پیدا ہوا
جس کی باتوں کے اثر سے انگبیں پیدا ہوا
رہنمائی کو شفیعِ مذنبیں پیدا ہوا
آج دنیا میں وہی گردوں نشیں پیدا ہوا
لیجئے وہ آج محبوبِ حسیں پیدا ہوا
وہ خدا کا لاڈلا اب بالیقیں پیدا ہوا

فخر حاصل ہے شفا جس کی غلامی کا ہمیں
آج عالم میں وہ سلطانِ مبیں پیدا ہوا

کلامِ رسا

جناب منشی الائس داس صاحب رسا

وہ نورِ مبیں آج پیدا ہوا ہے
ضیائے زمیں آج پیدا ہوا ہے
نبوت کے خاتم کو ہے جس سے زینت

شہِ مرسلیں آج پیدا ہوا ہے
مکاں کا مکیں آج پیدا ہوا ہے
وہ زیبا نگیں آج پیدا ہوا ہے

انزل سے جو ہے ساتھ مخفی خدا کے
ظہور ہوا نور سے جس کے عالم
کریگا جو انصاف روزِ قیامت
شفاعت کی صورت ہوا ہے ہویدا
یہ ہے بلبلوں کی زباں پر ترانہ
ثناؤں سے جسکی بھرے ہیں صحائف
جسے بے وسیلہ ہے رغبت خدا سے
زمیں پر ضیا سے زمانہ ہے روشن
رسا شادیانے بجاؤ خوشی کے

وہ چہرہ وہ نشیں آج پیدا ہوا ہے
وہ ماہِ مبیں آج پیدا ہوا ہے
وہ مسند نشیں آج پیدا ہوا ہے
شہنشاہِ دیں آج پیدا ہوا ہے
گلِ باغِ دیں آج پیدا ہوا ہے
وہی نازنیں آج پیدا ہوا ہے
وہ دُرِّ ثمیں آج پیدا ہوا ہے
سراجِ مبیں آج پیدا ہوا ہے
امامِ مبیں آج پیدا ہوا ہے

کلامِ شفا

پی کے صہبائے حقیقت ہے شفا پیمانہ آج
دیکھکر صورت مسیحا کی شبِ میلاد میں
جب ہوئے پیدا مسیحا غیب سے آئی ندا
جنکی چشمِ مست کا تھا عشق وہ پیدا ہوئے
منکشف کیا اُس کو میلادِ مسیحا کی خبر
محفلِ میلاد ہے کس شمعِ رُو کی جلوہ گر
وہ ہوئے پیدا کہ جھکے نورِ اقدس کے سبب
منبعِ کون و مکاں پیدا ہوئے ہیں دہر میں
ساقیا حاجت نہیں ہم کو مئے گلرنگ کی
محو ہیں ہم جشنِ میلادِ مسیحِ پاک میں
وہ ہوئے پیدا کلیم اللہ تھے جس پر فدا
دیکھکر صورت حبیبِ کبریا کی دہر میں
کس کی آمد ہے مسرت خیز عالم کے لئے
کون ہے جسکی ولادت کے سبب سے ہر کوئی

وصفِ میلادِ مسیحا میں ہوا دیوانہ آج
میرے قابو میں نہیں ہے یہ دلِ دیوانہ آج
ہو گیا واجب ہر اک پہ سجدۂ شکرانہ آج
پھر تجسّم میں کیا مجھے ساقی ترا پیمانہ آج
ہے نسیمِ صبح کا انداز جو مستانہ آج
ہر بشر ہے جس پہ صدقے صورتِ پروانہ آج
رشکِ جنت ہو گیا دل کا مرے کاشانہ آج
ہے زباں پر ہر کسی کے نغمۂ مستانہ آج
پُر ہے توحید سے اپنا ہوا پیمانہ آج
ہیچ ہے نظروں میں اپنی شوکتِ شاہانہ آج
نور سے اُن کے ہوا روشن ہوا کاشانہ آج
خرم و شاداں ہے ہر اک اپنا اور بیگانہ آج
ساقیا چھٹتا نہیں ہاتھوں سے جو پیمانہ آج
ساغرِ صہبائے رحمت پی کے ہے مستانہ آج

وصفِ میلادِ مسیحا کے سبب سے اے شفا
نورِ رحمت سے ہوا روشن ترا کاشانہ آج

پادری اے۔ آر۔ بیلی صاحب شفا

خمسہ بر غزل فخر الکلام حضرت شوؔر میرٹھی مرحوم

از جناب منشی الائس داس صاحب رسا

جشنِ سرور عیش کا نقشہ جما دیا
ہم جس سے دور تھے ہمیں اُس سے ملا دیا

فرشِ زمیں مرقعِ جنت بنا دیا
روزِ کلاں حضے آج وہ جلوہ دکھا دیا

پردہ دوئی کا ارض و سما سے اُٹھا دیا

چمکا ہے اُن کا زیر فلک جلوۂ صبیح
دنیا سے دُور کفر و ضلالت ہوئی صریح
آساں ہوئی زمانے کی دشواریٔ قبیح
پیدا ہوئے جو آج کے دن حضرت مسیح
عشرت سے خفتگان عدم کو جگا دیا

ہے حصر بہیری جو بشر جس امام پر
جدت ہے ختم جس شہ معجز کلام پر
لطف و کرم ہے جسکا ہر اک خاص و عام پر
قربان کیونکر ہوئیں نہ ہم اُس کے نام پر
جنت کا سب کو آتے ہی مژدہ سُنا دیا

ہم عاصیوں پہ اُسکا ہوا ہے بڑا اکرم
عصیاں مٹے ہیں صفحۂ ہستی سے یک قلم
پیدا ہوا جہان میں جب شافع اُمم
کیونکر نہ ایسے دن کی خوشی ہووے دمبدم
حامی ہمارا ہم کو خدا نے ملا دیا

تھے کالے کوسوں دُور سلامت روی سے ہم
دنیا کی بے بسی میں تھے ناچار گی سے ہم
اُلجھے تھے خانہ اسیں جب گمرہی سے ہم
کیا کیا بھٹکتے پھرتے تھے آوارگی سے ہم
رستہ نجات کا ہمیں اُس نے دکھا دیا

پرتو فگن جہاں میں وہ رحمت کا نور ہے
ہر ذرۂ خاک رشک تجلی طور ہے
بزم جہاں میں آج یہ کس کا ظہور ہے
لاساتیا شراب کہ دل کو سرور ہے
غم کا خمار ہیں نے خوشی سے اُڑا دیا

وصف و ثنا میں اُسکے تو پہلے زبان کھول
کرتے ہیں جسکی حمد فرشتے زبان کھول
چڑا ہے رستا خوشی سے یہ کہہ کے زبان کھول
اے شور تو بھی وجد میں اسکے زبان کھول
ایسا شفیع تجھ سے خدا نے ملا دیا

کرویل بنجمن عجوانہ اس

آمدِ مسیح

جناب منت کے قلم سے

راہ حق زندگی کی آمد ہے
جس کے ہم ہیں اُسی کی آمد ہے

راستہ دیکھتے تھے کل جسکا
آج اُسی راستی کی آمد ہے

دیکھیو سہ یگانہ نعتوں کے ساتھ
شاہ یکتا بن نبی کی آمد ہے

بھائی کہنے سے جو نہ شرمایا
بھائیو اُس اخی کی آمد ہے

شب کی تاریکی ہو گئی کافور
صبح کی روشنی کی آمد ہے

ہو گئے آزاد آج آدم زاد
قید سے مخلصی کی آمد ہے

شاہ ہوں طفل و پیر اہل شباب
خوش ہوں یہ سب خوشی کی آمد ہے

جیسوں غمیوں کو دعا کرتا ہیں
رشیوں کے ہمرہی کی آمد ہے

جسکو کہتے ہو نشکلنک اوتار
ہندوو آج اُسی کی آمد ہے

بے بسی میں جو ساتھ دے سب کا
اُس کس بے کسی کی آمد ہے

وہ نبی جسکو تم سمجھتے ہو
مسلمو اُس نبی کی آمد ہے

آؤ دیکھو میان بیت لحم
عیسیٰ ناصری کی آمد ہے

منت اُس سے ملیگا امن تجھے
دامن حق رسی کی آمد ہے

رباعیات

جب فارسیوں نے جبہ سائی کی تھی
منت نہ فریبیوں نے پیشوائی کی تھی
سورج نہ ہوا مطلعِ مشرق سے طلوع
تارے نے چمک کے رہنمائی کی تھی
منت

اجزائے بدن میں جان ہے شامل جیسے
خوں ہے رگ و پے میں تن کے جاں جیسے
ایسے ہی مسیحیوں میں منت ہے مسیح
ذروں میں ہے آفتاب کامل جیسے
منت

کلام نادر

از قلم نادر (بی-اے)

اے عنادل دل سے گاؤ وہ گل عذار آنے کو ہے
گلشن عالم میں ابن کردگار آنے کو ہے

بھر اک غنچہ کے منہ میں اُسکی آمد کی خبر
ہم نشیں اُس چمن پہ سایہ بہار آنے کو ہے

زمزمہ پردازی سے مانع نہ ہو اے صیاد ہو
آج باغ دہر میں خوش کن بہار آنے کو ہے

نا امید مخلصی ہو کیوں قفس کے قیدیو
آشیانہ الاذجیں سے ہو تم رستگار آنے کو ہے

مالک ارض و سما اور خالق جن و بشر
ابن آدم، ابن مریم، باوقار آنے کو ہے

عالم ارواح سے روحیں بھی اُتریں کیا عجب
اُن کا فدیہ دینے والا جاں نثار آنے کو ہے

خواب غفلت سے اُٹھو اور نیند سے بیدار ہو
جاگ جاؤ سونیوالو ہوشیار آنے کو ہے

دام عصیان لعین کا اب نہیں ہے کچھ خطر
بن کے ہادی آج وہ صاحب وقار آنے کو ہے

اس جہان بیوفا پر عمر سے غافل نہ ہو
اپنے دن گنتے رہو روز شمار آنے کو ہے

مدتوں سے منتظر تھے اُسکی آمد کے لئے
آج انساں بنکے ابن کردگار آنے کو ہے

ہو رہا ہے کس لئے مغموم نادر اس قدر
تیری غمخواری کو تیرا غمگسار آنے کو ہے

مبارکبادی

بخدمت شریف بزرگان و دیگر اصحاب دُرپا نے طلبا سکول ہٰذا کے عید مقدس تولد بہت بہت مبارک ہووے۔ مبارکشو۔ اقبال چند ہیڈ ماسٹر بائی سکول پٹیالہ

احمدیہ

انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ بتاریخہائے ۲۸-۲۹-۳۰ دسمبر ۱۹۲۷ء مسجد واقعہ احمدیہ بلڈنگس متصل بیلیا نوال سڑک لاہور میں منعقد ہوگا جس میں بہت سے فاضل مقررین کے خطبے ہونگے جو اسلامیات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالینگے۔ ہر مذہب و ملت کے احباب شامل جلسہ ہو کر استفادہ اُٹھاویں۔ محمد وہن خان ایڈوکیٹ انچارج جلسہ



ہمارا منجی خدا

(از واعظ)

اُس روز یہ کہا جائیگا۔ لو یہ ہمارا خدا ہے۔ ہم اُسکی راہ تکتے تھے اور اُسی نے ہمیں بچایا۔ یہ خداوند ہے ہم اسکے انتظار میں تھے ہم اسکی نجات سے خوش و خرم ہونگے۔

یسعیاہ ۲۵: ۹

دیدار کا لطف ہر شخص نہیں اُٹھا سکتا۔ جو آتشِ فراق میں جلا ہو جس نے اپنے محبوب کے انتظار میں اختر شماری کی ہو اُسی کو دیدار کا لطف حاصل ہوگا۔ ہے بھی سچ جبتک فراق نہ ہو۔ وصال کا لطف کیا۔

یہودی کلیسیا ابتدا ہی سے مسیح کی منتظر تھی لیکن وہ ایک ایسے مسیح کی منتظر تھی جو اُنہوں نے اپنے خیال میں ایک جابر۔ لڑاکا اور دشمنوں کا نیست کرنے والا بادشاہ بنا رکھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسیح آگیا اور عجز و فروتنی میں اُسکو دیکھا تو اُسے ٹھکرا دیا۔ اُسکو نہ مانا کیونکہ وہ اُنکے خیال کے مطابق نہ تھا۔ لکھا ہے کہ وہ اپنوں پاس آیا اور اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا۔ وہ روحانی نہیں مگر ایک دنیوی مسیح کے منتظر تھے۔

لیکن جس مسیح کا وعدہ خدا نے قوم اسرائیل سے اپنے انبیاء کی معرفت کیا تو وہ خدا اور نجات دینے والا تھا وہ اُسکی جمالی صورت کو تو پس پشت ڈالتے تھے اُس پر غور ہی نہ کرتے تھے۔ صرف جلالی صورت دیکھنا چاہتے تھے۔ اس حقیقت کو نہ سمجھ کر اُنہوں نے مسیح پر کفر کا فتوے جا دیا یہ کہکر کہ یہ انسان ہو کر آپ کو خدا بناتا ہے حالانکہ نبی نے ۷۱۲ برس پیشتر جتا دیا تھا کہ وہ خدا ہوگا۔ نبی کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ ہمارا خدا ہے ہم جس کے منتظر تھے...... اُسی نے ہمیں بچایا۔ افسوس یہ ہے کہ یہود کو قومی تعصب نے ایسا اندھا کیا ہوا تھا کہ وہ اپنی تفسیروں کو بھی بھول گئے۔ چنانچہ مسایاہ یعنی مسیح کی نسبت اُن کے تارگم میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

کلمۃ اللہ۔ ابن اللہ۔ پہلوٹھا بیٹا۔ خدا کی صورت۔ خدا۔ سردار کاہن۔ مرد خدا۔ انسان کامل۔ عدن کا سر۔ باعثِ موجودات۔ سبب کائنات چنانچہ اُس کی پیدائش کی کتاب کی تفسیر میں صاف لکھا ہے کہ جب نوح کشتی میں داخل ہوا تو خدا نے اُسکی مدد کلمہ کے ذریعہ کی ۷: ۱۶ خدا نے ابراہیم اور اپنے کلمہ کے درمیان عہد باندھا ۱۷: ۲ا خدا کا کلمہ بیابان میں اسمٰعیل کے ساتھ تھا ۲۱: ۲۰ بیت ایل میں یعقوب نے خدا کے ساتھ یہ عہد باندھا کہ خدا کا کلمہ میرا خدا ہوگا ۲۸: ۲۱ موسیٰ کوہ سینا پر اُمت کو لایا کہ خدا کے کلمہ سے ملاقات کروائے۔ خروج ۱۹: ۱۷ یہی کلمہ بھسم کرنے والی آگ کی صورت میں ہو کر اپنی اُمت سے ہمکلام ہوا اور اُن کی طرف سے ہو کر ان کے دشمنوں کے ساتھ لڑا۔ استثنا ۴: ۲۰ و ۴: ۲۴۔

یسعیاہ نبی فرماتے ہیں کہ ہم اُسکی نجات سے خوش و خرم ہونگے۔ زبور نویس کہتا ہے کہ میری جان تیری نجات (مسیح) کے شوق (انتظار) میں غش کھاتی ہے ۱۱۹: ۸۱ پھر داؤد کہتا ہے۔ میں تیری نجات (مسیح) کے شوق انتظار میں وجد کرتا ہوں۔ بزرگ یعقوب فرماتے ہیں۔ اے خدا میں تیری نجات (مسیح) کی راہ دیکھتا ہوں۔ پیدائش ۴۹: ۱۸۔

لفظ نجات صرف مسیح کے واسطے آیا ہے۔ وہ نجات مجسم ہے شمعون نے اُسے دیکھتے ہی کہا کہ میری آنکھوں نے تیری نجات (مسیح) دیکھی۔ پس جس نے دنیا کو نجات دی وہ مسیح ہے یعنی یسوع مسیح خداوند۔ اُسکی دوسری آمد کے متعلق پولس رسول فرماتا ہے۔ اپنی نجات دینے والے خدا کے منتظر ہیں۔ طیطس ۲: ۱۳ یہ نجات دینے والا کون ہے؟ نبی کہتا ہے یہ ہمارا خدا ہے۔ جسکو آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ ہاتھ چھو رہے ہیں۔ کان اُسکی شیریں کلامی سن رہے ہیں۔ چنانچہ یوحنا رسول نے اپنے پہلے خط کی پہلی آیت میں یوں فرمایا۔ زندگی کے کلام کی بابت جو شروع (ازل) سے تھا۔ جسے ہم نے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا اور غور سے دیکھا۔ ہاتھوں سے اُسے چھوا۔

ہر سال ہم کرسمس کے منتظر رہتے ہیں۔ جب دسمبر کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو سکولوں میں بچے بڑی بیتابی سے ایک ایک دن ایک ایک گھنٹہ گنتے رہتے ہیں لیکن کیا آپ کرسمس کے منتظر رہتے ہیں یا مسیح کے۔ کرسمس تو ہر سال آتا ہے کیک بسکٹ کھلا جاتا ہے۔ گڑیا کھلونے دے جاتا۔ موج کرا جاتا ہے لیکن ہمارے دل سے یہ کلمہ بھی کبھی نکلا کہ

لو یہ ہمارا خدا ہے۔ جسکی ہم راہ تکتے تھے اُسی نے ہمیں بچایا

ہر ایک سکول میں فادر کرسمس آپ دیکھینگے۔ مگر یہ تو یہودیوں کا مسیح ہے وہ فادر کرسمس کے منتظر تھے۔ جو اُنکو دنیوی موج کروائے۔ مگر آہ اُن کی نفسانی خواہش کے مطابق اُن کو مسیح نہ ملا۔ اس لئے باغی ہو گئے۔ جیسے آجکل بھی بہت سے لوگ مرتد ہو رہے ہیں۔

ہم نے فادر کرسمس کو دیکھا وہ تو مسیح نہیں۔ وہ تو مضحکہ انگیز فادر ہے۔ اُسے دیکھ کر اللہ والے کیا تسلی پاتے ہیں۔ یہ تو صرف ایک فیشنیبل فادر ہے جب مسیح کو نہ دیکھا تو کرسمس میں کیا دیکھا۔ مسیح تو صرف اُسی کو نظر آتا ہے جس نے مسیح سے نجات پائی۔ اس کرسمس پر آپ مسیح کا دیدار حاصل کرینگے اور کہینگے۔ ہاں دیکھتے ہی آپکے منہ سے یہ کلمہ نکلیگا؟

لو یہ ہمارا خدا ہے جسکے ہم منتظر تھے

مسیح کی پہلی آمد کے وقت جس طرح دنیا ایک مخلصی دینے والے کی منتظر تھی ویسے ہی آج بھی دنیا بیقرار ہے۔ نیچر کو پیرہن لگ رہی ہیں۔ کل جہان میں گڑبڑی ہے۔ قومیں بے چین ہیں۔ تمام یورپ۔ ایشیا۔ امریکہ افریقہ۔ اپنے ہی ہندوستان کو دیکھو کہ کس قدر گمراہ رہا ہے۔ ہمارے لیڈروں کے بے تاب ہے۔ کسی ہادی دینے والے کے منتظر ہیں۔ مہاتما گاندھی کے پاؤں پڑ رہے ہیں کہ وہ آکر اُن کی مدد کرے۔ حالانکہ پہلے اُسکی مدد سے کیا بنا۔ مگر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ کوئی تو اُن کا ساتھ دے۔ لیکن جو ان کو اور ہم کو

-ائی دے سکتا - دِلا سکتا ہے۔ اُسکی طرف توجہ نہیں - وہ آنے والا ہے - قریب ہے بلکہ دروازے پر ہے - مگر اندھوں کو - قومی مغروروں اور . . . مادہ پرستوں کو وہ کب دکھائی دیگا - وہ تو سادہ ایمان والے گڈریوں کو دکھائی دیتا ہے - فقیہ اور فریسی وہ اس سے محروم ہیں -

ایماندار اُسکی آمد کے نشان دیکھ رہے ہیں -

اگرچہ وہ گھڑی اور وقت کو نہیں جانتے تاہم رسول فرماتا ہے - اے بھائیو تم تاریکی کے نہیں ہو کہ وہ دن اچانک تم پر آپڑے - نجات یافتہ اپنے منجی کے منتظر ہیں

اے پیارے مسیحی ناظرین کیا جس طرح آپ کرسمس کے منتظر ہیں ویسے ہی اپنے منجی کے انتظار میں ہیں -

وہ بڑی شان بڑے جاہ و جلال کے ساتھ آنے والا ہے

اگر وہ ابھی آجاوے - بذریعہ آسمان کے بادلوں پر نظر کرو کیونکہ وہ بادلوں پر آنے والا ہے - وہ فادر کرسمس کے کندھے پر سوار نہیں - یہ بچوں کا کھیل ہے -

مسیح بادشاہزادہ اپنے بڑے جلال و کروفر شان الٰہی سے آنے والا ہے (آپ کتاب وقت مقررہ لاہور ڈپو سے منگوا کر دیکھیں) اب جو اس کے فراق میں تڑپتے ہیں وہی اُس کے وصال کا لطف اٹھاوینگے ہوا میں اپنے خداوند سے ہاں اپنے محبوب منجی - ہاں ہاں اپنے خدا سے ملاقات کرینگے - مگر منکران مسیح پہاڑوں اور غاروں میں چھپتے پھرینگے مگر چھپ نہ سکینگے -

لو بادلوں پہ آتا ہے منجیِ عالمین
اُسکو ضرور دیکھیگی ہر آنکھ بالیقین

آؤ ذرا مدح سرائی کریں

آرزو مجھکو مسیحا ہے تیرے دیدار کی
جان عاشق ہے تیری شیرینیِ گفتار کی
نام تیرا زندگی ہے ذات تیری ہے حیات
زندگی مردوں کی تو اور ہے شفا بیمار کی
اے خداوند مسیح ہے تو ہی رب العالمین
قدرت حق ہے تو ہی صورت ہے تو ستار کی
آسماں کے بھید تو نے کشف عالم پر کئے
ہوں مدح کرتا میں ہر دم کاشف الاسرار کی
تو مریضوں کی دوا اور حامئے درماندگان
جلد دے آکر خبر اس واعظِ بیمار کی

ہیپی کرسمس

دنیا کی تاریخیں چھان ماریں - منطق اور فلسفہ کے کتب خانوں کی سیر کی - علم و فن ہنر اور دستکاری میں نام پیدا کیا - تن من دھن سب میں فوقیت حاصل کی عالی رتبہ ہو کر عرش معلےٰ تک پہنچ گئے - گویا یوں سب گذشتہ احوال کو پردے کے پیچھے چھپا دیا - بڑے بڑے خطاب القاب درجات پائے - اعلیٰ حیثیت میں رہ کر دنیا کے ہفت اقلیم کے مالک ہوئے - آب حیات کی تلاش میں عمر گذار دی - کیمیا کے ذریعے سونا بنانے کی دھن میں برسوں صدیوں خرچ کر دیئے - علم النفس علم حیوانات - علم الاخلاق - علم الصحت - علم طب سب پر عبور پالیا - کتابیں لکھکر دفتر کے دفتر سیاہ کر دیئے مصور بنے تو نقل کو اصل کر دکھایا - عاشق بنے تو مجازی عشق سے عشق حقیقی کے دلدادہ بن گئے فن حرب سپاہگری و سلطنت ہاتھ آئے تو عدیم النظیر ثابت ہوئے - سیاحت میں تمام طبقات کی سیر کی -

جہازرانی میں ساتوں سمندروں پر قبضہ کر لیا - عقل اور فہم اور دانائی ہوئی تو بے جان مادی جسم میں متحرک ہونے کی طاقت پیدا کر دی - زبان اور ہاتھ ہوتے کہ جنگل جانوروں کو بھی رام کر لیا - علیٰ ہذا القیاس سب طرح سے ہر صیغہ میں کمال کر دکھایا - علاوہ ازیں دوسری قدرتی و روحانی انقلاب انگیزیوں کو لیں -

آج پرندوں کو خاص طور سے چہچہانے کی طاقت ملی پھر اس پر صبح کا سہانا وقت اور گانا دلکش لہجہ اور خوش الحانی سے - جانوروں کا شاداں و فرحاں اپنے تمام فرائض منصبی کا ادا کرنا - انسان کا خدمت کے احساس سے بھرپور ہونا - یعنی خدمت میں عظمت سمجھنا - فتح روحانی میں جانبازی دکھانا - محبت میں یکتائی زمان ہونا - دوست اور دشمن کی خیرخواہی میں کوشاں رہنا - ہمیشہ شکر گذاری کرنا - خدا تعالیٰ خالقِ کون و مکاں اور رازقِ زمین و زماں کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا وغیرہ وغیرہ کو دیکھتے ہی حیرت آتی ہے کہ کیسی کیسی انقلاب انگیزیاں یکلخت وقوع پذیر ہوئی ہیں - اسکی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ سلامتی کا شاہزادہ جاہ - اجنبی و مہرباں تشریف لایا ہے - فقط اُسی کی آمد آمد کی یہ برکت ہے کہ جہالت کا پردہ رفتہ رفتہ اٹھ گیا ہے -

اب سوال یہ ہے کہ وہ سلامتی کا شاہزادہ کون ہے؟ یسعیاہ پیغمبر اپنے صحیفے میں یوں لکھتا ہے کہ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے عجیب مشیر خدائے قادر - ابدیت کا باپ - سلامتی کا شاہزادہ - یہ بذاتہ ایک پیشین خبری ہے - جسکی تکمیل اسی طرح پر ہوئی جب کہا گیا کہ خدا کو آسمان پر تعریف زمین پر سلامتی اور آدمیوں میں رضامندی ہو - آخر مطلب کیا ہے؟ انتظار کرتے کرتے ایک اور سال ہماری زندگی میں سے کم ہو گیا - ہیپی کرسمس آن پہنچا - مسیح خداوند نے آسمان کے تختوں کو چھوڑا اور زمین پر انسانی شکل میں کنواری مریم کے پیٹ میں پڑ کر مجسم اختیار کیا - کیا خوب! ڈبل خوشی ہو گئی - یعنی خداوند یسوع مسیح اس روز گویا آسمان سے نزول کر کے اسی روز مردوں میں سے جی اٹھے - سنہ ۱۹۲۶ء کو سارا کہاو - سب کو برکت ملے -

عبادتیں بدستور اتوار کے روز ہونگی اور اس طرح سے مسیحیوں کو ایک بڑے دن کی خوشی اور دوسری اتوار کے دن کی کیونکہ سابق الذکر میں تو اُس کی پیدائش کا ذکر ہے اور مؤخر الذکر میں اُس کے موت پر فتح پانے کا اظہار ہے - ہمارے منجی اپنی الوہیت کا یوں اظہار کرتے ہیں کہ آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اس کے جو آسمان سے اُترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے (یوحنا ۳: ۱۳) سب کچھ اسی



کے اختیار میں ہے۔ سب انقلاب انگیزیاں اُسی کی ذات متبرکہ کے طفیل وقوع پذیر ہیں۔ سچ مچ تاریکی اب جاتی رہی۔ شیطان کا سر کچلا گیا ہے۔ اور وہ اب دم نہیں لینے کا۔ شاہ ام بجور جب نور کے فرزند دل پر دست تصرف دراز کرتا ہے تو منہ کی کھاتا ہے اور بھاگ جاتا ہے۔ جہاں وہ حقیقی نور جو ازل سے خدا کے ساتھ اور خود خدا تھا رہتا ہے۔ شیطان اس کے قریب نہیں پھٹک سکتا۔ کیا ہوا اگر ایک دفعہ اس نے چالبازی کر لی۔ لیکن اب ایسی شکست کھا چکا ہے کہ اپنی فوج سمیت نالاں و ترساں ہے۔ کرم الٰہی بنوں

شہ مرسلین آج پیدا ہوا ہے

تضمین بر غزل خود جناب منشی لالس داس سا

وہ گردوں نشیں آج پیدا ہوا ہے۔ وہ زیب زمیں آج پیدا ہوا ہے
وہ سرتاج دیں آج پیدا ہوا ہے وہ نور مبیں آج پیدا ہوا ہے
شہ مرسلیں آج پیدا ہوا ہے

مقدس حسیں آج پیدا ہوا ہے کمال آفریں آج پیدا ہوا ہے
جمال مبیں آج پیدا ہوا ہے ضیائی زمیں آج پیدا ہوا ہے
مکاں کا مکیں آج پیدا ہوا ہے

فلک پر ہے جسکی بڑی شان وعظمت فزوں تاجِ رحمت کی ہے جس سے قیمت
زمانے میں ہے جس کا شورِ وجاہت نبوت کے خاتم کو ہے جس سے زینت
وہ زیبا نگیں آج پیدا ہوا ہے

ہوا جلوہ افگن جو پردہ اُٹھا کے زمانے کو اپنا کیا دل لبھا کے
عیاں سترِ قدرت کیا جس نے آ کے ازل سے جو ہے ساتھ مخفی خدا کے
وہ پردہ نشیں آج پیدا ہوا ہے

ازل سے جو ہے ذات باری میں مُنضم وہی کلمۂ حق ہوا ہے مجسّم
وہی ابن داود وہی ابنِ مریم منور ہوا نور سے جس کے عالم
وہ ماہ مبیں آج پیدا ہوا ہے

سراپا جو ہے مظہرِ رازِ فطرت مجسم ہے جو شانِ الطافِ رحمت
وہ معنیٔ فطرت وہ مفہوم قدرت کریگا جو انصاف روزِ قیامت
وہ مسند نشیں آج پیدا ہوا ہے

عنایت کی صورت ہوا ہے ہویدا کرامت کی صورت ہوا ہے ہویدا
حمایت کی صورت ہوا ہے ہویدا شفاعت کی صورت ہوا ہے ہویدا
شہنشاہِ دیں آج پیدا ہوا ہے

مسرت کا گھر گھر بجا شادیانہ ہوا ختم دورِ خزاں کا زمانہ
شگفتہ ہوا نخلِ گُل اک زمانہ یہ ہے بلبلوں کی زباں پر ترانہ
گلِ باغِ دیں آج پیدا ہوا ہے

وہ معنی بہ صورت وہ مظہر بہ مظہر معاول ہیں ذات وصفت میں سراسر
یہ اُس کے مساوی وہ اس کے برابر خدا اور جس میں نہیں فرق تِل بھر
وہی بالیقیں آج پیدا ہوا ہے

ہے کل رسولوں کے جسکو شرائف نچھاور ہیں جس پر خدا کے تحائف
کتابوں میں ہیں درج جس کے کوائف ثناؤں سے جسکی بھرے ہیں کوائف
وہی نازنیں آج پیدا ہوا ہے

رسولوں سے فائق فزوں انبیاء سے ملا اور ہیں جدا اور ا سے
خدا انتہا میں خدا ابتدا سے جسے بے وسیلہ ہے رشتہ خدا سے
وہ دُرِّ ثمیں آج پیدا ہوا ہے

کہاں بیت لحم اور کہاں دشتِ ایمن بھرے روشنی سے پہاڑوں کے دامن
ہر اک سمت چمکے ہوئے کوہ بُرزن زمین پر ضیا سے زمانہ ہے روشن
سراجِ مبیں آج پیدا ہوا ہے

کروڑ شکر دن کٹ گئے بیدل کے مسرت ہے حصہ میں اب آپ ہی کے
منازل نمایاں ہوئے رہروی کے ترسا شادیانے بجاؤ خوشی کے
امامِ مبیں آج پیدا ہوا ہے

روزِ سعید

از بجمن ڈوانی ایل خرم

اے دل خوشی منا اب گانے کا وقت آیا
ارض وسما خوشی سے پھولے نہیں سماتے
آدم عدن سے نکلا اور ہم بھی نکل آئے
ہا گیا تھا سکہ ابلیس کا جہاں میں
ملزم بنا دیا تھا سب نسل آدمی کو
بچہ میں ایک منجی ہم کو دیا گیا ہے
ہر باپ کو مبارک بیٹے کی حمد گاؤ
شاہ حیات پیدا مریم کے گھر ہوا ہے
گذری ہے شب اندھیری خورشید منہ دکھایا

باجے بجا بجا کے ترانے کا وقت آیا
سب کھوئی برکتوں کے پانے کا وقت آیا
کیا خوب پھر عدن میں جانے کا وقت آیا
کامل شکست اُس کے پانے کا وقت آیا
قید گنہ سے باہر آنے کا وقت آیا
اللہ کا ہم کو دل سے چاہنے کا وقت آیا
محفل میں یک دلی سے آنے کا وقت آیا
مژدہ ہے عاصیوں کو لانے کا وقت آیا
اب ٹھوکروں کے ڈر کے جانیکا وقت آیا

روزِ سعید خرم روئے زمیں نے دیکھا
ہر دل کی سب مرادیں آنے کا وقت آیا

عیدِ ولادت

از برکت مسیح مآب

ابنِ خدا کی آج ولادت کی عید ہے
خورد و کلاں کے واسطے جشنِ سعید ہے
کہتے تھے آئے سلف سے جو انبیا سخن
اُس مہ لقا کے آج نظارے کی دید ہے
زرین گل چمن میں کھلے شوق دید میں
نرگس کی چشم شوق سے اُمیدپدید ہے
معدنِ ملاحیات و بقا کا سکونِ دل
اُسکو کہ جس نے جلوے کی پائی کلید ہے
جسکو نصیب جلوہ ترا آج ہے ہُوا
بخشش ہے خاص تیری وہ سالکِ مجید ہے
کرتے ثنا فلک پہ ملائک زمین پر
ہر اک بشر ہے کہتا مسیحا حمید ہے
مُعبد کی شان ایسی کہ ہے غیرتِ ارم
حسرت سے تاکتا جسے شیطاں پلید ہے
ملتی ہے آج جس سے خوشی اور خرمی
وہ ابنِ حق بصورتِ انساں پدید ہے
نزدیک اُس کے جتنے ہوں اُتنا ہی فیض ہے
اُسکو سرور خاک ملے جو بعید ہے
عصیاں کے جو مرض سے بستر مرگ میں ہوئے
آج اُن کو مفت ملتی حیاتِ جدید ہے
آیا جہاں میں منجیِ عالم شفیعِ خلق
دیتا نجات اُسکو جو اُس کا مرید ہے
وہ پیار سے بُلاتا ہے اور دیتا ہے نجات
گر شک ہو اُسکو پڑھ لو جو عہدِ جدید ہے
عیسیٰ صاحب ہُوا ہے ترا آپ رہنما
اہلِ سخن سے بڑھنے کی کامل اُمید ہے

لاہور ۱۹ دسمبر صبح سے رات ۱۲ بجے تک بارش ہوتی رہی۔

بقیہ مضمون صفحہ ۱۲ سے آگے

وہ پاک اور بے عیب اور بے داغ ہو۔ اور گنہگاروں سے جدا ہو (عبرانی ۷: ۲۶)

کتنی جگہ رسول ہمارے خداوند کی لاثانی شخصیت کا اس صورت میں بیان کرتا ہے۔ پہلا آدمی یعنے آدم زندہ نفس بنا۔ پچھلا آدم زندگی بخشنے والی روح بنا۔ پہلا آدم زمین سے یعنے خاکی بنا دوسرا آدمی آسمانی تھا۔ (۱ قرنتی ۱۵: ۴۵ و ۴۷)

کیا اس سے اسکی الوہیت کی تعلیم نہیں ملتی۔ اگر وہ یوسف کی قدرتی نسل سے پیدا ہوا ہوتا تو الٰہی شخص کیسے ہو سکتا تھا؟

اس لئے کہ جو کام شریعت جسم کے سبب کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ خداوند نے کیا۔ اُس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا۔ رومی ۸: ۳

کیا اس سے یہ نہیں سکھلایا جاتا کہ مسیح اس دُنیا میں آنے سے پیشتر موجود تھا اور کہ اُس نے دنیا میں آ کر ہماری گناہگار نیچر کو ورثہ میں نہیں لیا ہے اس واسطے وہ گناہ آلودہ جسم نہیں رکھتا ہے۔ اگر وہ اور آدمیوں کی طرح انسانی باپ سے پیدا ہوتا تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا؟

لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہُوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لیکر چھڑائے اور ہم کو لیپالک ہونے کا درجہ ملے۔ (گلتی ۴: ۴ و ۵)

یہاں پولوس یہ تعلیم دیتا ہے کہ مسیح خدا کا ازلی بیٹا تھا جو اس دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے موجود تھا اور اپنی انسانیت میں بے گناہ تھا کیونکہ اگر وہ بے گناہ نہ ہوتا تو ہمارے قرض کس طرح ادا کر سکتا تھا؟ اگر وہ ہماری مانند انسانی باپ سے معمولی طور پر پیدا ہوتا یا کنواری سے پیدائش کے مخالفوں کے خیال کے مطابق کسی ناپاک عورت سے ناجائز بچہ ہوتا تو کس طرح بے گناہ ہو سکتا تھا

البتہ اُسکو دیکھتے ہیں جو فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا گیا۔ یعنے یسوع کو کہ موت کا دُکھ سہنے کے سبب جلال اور عزت کا تاج اُسے پہنایا گیا ہے تاکہ خدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھے۔ عبرانی ۲: ۹

اس آیت میں ہم سیکھتے ہیں کہ وہ جو آسمانوں میں اعلےٰ تھا۔ فرشتوں کی نسبت کم کیا گیا یعنے وہ انسان بنا تاکہ ہمارے عوض میں اپنی جان دے کر ہم کو بچالیوے (عبرانی ۲: ۱۴ و ۱۷ و ۲ قرنتی ۵: ۲۱)

علاوہ ان کے اس کی نسبت بہت سے حوالے دیئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً فلپی ۲: ۵-۸۔ ۱ تمطاؤس ۳: ۱۶ رومی ۱: ۳ وغیرہ وغیرہ۔

کلام کے ان حوالوں سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) کہ مسیح خدا تھا اور ازل سے ہی بیٹا تھا نہ کہ صرف کنواری مریم سے پیدا ہونے کے باعث۔

۲- وہ ہماری گناہ آلودہ نیچر میں شریک ہونے کے بغیر کامل انسان تھا اور آدم سے ذاتی طور پر قدرتی نسل سے پیدا نہیں ہُوا۔

۳- ضرور تھا کہ ہم کو بچانے کے لئے اُس میں یہ صفات ہوں۔ اگر یہ صفات نہ ہوتیں تو ہمارا نجات دہندہ غیر مسیحیوں کے ہادیوں اور رسولوں سے بڑھ کر نہ ہوتا۔ اور لاکھوں کروڑوں مقدس جو اس تسلی بخش ایمان سے مر گئے ہیں کہ وہ جسم سے غیر حاضر ہو کر اُس خداوند کے ساتھ رہینگے جس نے اُن کو خریدا ہے دھوکے میں تھے۔

آخر میں یہ دعا ہے کہ اگر مسیح کے کنواری سے پیدا ہونے کے متعلق کسی کا یقین دھندلا ہے تو خداوند اپنے بڑے فضل سے اُس کو صاف اور ایسا پکا کر دے کہ کسی قسم کی مخالف تعلیم اُس کو ہلا نہ سکے۔ آمین۔

پریم داس

استعمال ہوا ہے۔ تمام انسانی نسل میں وہی ایک ایسی لاثانی ہستی ہے جو عورت کی نسل سے کہلاتا ہے

صاف ظاہر ہے کہ اگر مسیح داؤد کی نسل سے تھا اور کنواری مریم سے پیدا ہوا تھا تو اُس کا یہ رشتہ داؤد کے ساتھ ماں کی طرف سے ہوا ہوگا کیونکہ اس کا کوئی انسانی باپ نہ تھا۔ یہ مشکل کلام کے پہلے وعدے میں جو مسیح کی نسبت ہے حل کی گئی ہے۔

خداوند خدا نے سانپ سے کہا میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا وہ تیرے سر کو کچلیگی اور تو اُس کی ایڑی کو کاٹیگا "پیدائش ۳: ۱۵۔ یہ پیشینگوئی ہمیشہ مسیح کی طرف منسوب کی گئی ہے جو آخرکار شیطان پر غالب آویگا اور اُس دنیا پر اپنی بادشاہت کو قائم کریگا۔ اگر یہ پیشینگوئی نہ ہوتی تو ہمارے لئے یہ دعوے کرنا ناممکن ہوتا کہ مسیح داؤد کی نسل سے تھا اور بغیر باپ کے کنواری سے پیدا ہوا ہے لیکن اس نبوت کے مطابق ایک ایسا لاثانی آدمی پیدا ہونے والا تھا کہ جو عورت کی نسل سے ہونا تھا لیکن یہ نہ ہوسکتا تھا اگر مسیح طبعی طور پر یوسف کی نسل سے پیدا ہوتا کیونکہ اس صورت میں وہ مرد کی نسل سے ہوتا۔

تمام دنیا میں مسیح ہی ایک ایسا شخص ہوا ہے جس نے عورت کی نسل سے پیدا ہوکر اس پیشینگوئی کو پورا کیا ہے۔ چونکہ کنواری مریم بلحاظ خون کے رشتے کے براہِ راست داؤد کی نسل سے تھی۔ اس واسطے اس عورت کی نسل داؤد کی نسل کہلا سکتی تھی۔

علاوہ ازیں یسعیاہ نبی کی بڑی نبوت کے بھی مطابق "کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اس کا نام عمانوایل رکھیگی" یسعیاہ ۷: ۱۴۔

متی کی انجیل کے مطابق یہ پیشینگوئی یسوع مسیح کی پیدائش سے پوری ہوئی۔ متی ۱: ۲۳۔ عمانوایل ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ "خدا ہمارے ساتھ ہے"

طرح سے اس ثبوت میں اُسکی الوہیت اور انسانیت دونوں کا ذکر ہے۔

ان دونوں پیشینگوئیوں کے پورے ہونے کے لئے اور نیز یرمیاہ نبی کی پیشین گوئی کے مطابق جو روک ہوگئی تھی اس سے بچنے کے لئے کنواری سے پیدا ہوا۔

دوم۔ وہ کنواری سے پیدا ہوا تاکہ داؤد کے تخت کا جائز حقدار ہوسکے۔

یرمیاہ نبی یکونیاہ (جو داؤد کے تخت پر شاہی خاندان کے سلسلے میں آخری بادشاہ تھا) کے برخلاف فرماتا ہے کیا یہ شخص کونیاہ نفرت انگیز ٹوٹا ہوا برتن ہے! یا ایسا برتن ہے جو منظور نہیں ہوتا؟ وہ کس واسطے نکالے جاتے۔ وہ اور اُسکی اولاد ایسی زمین میں ڈالے جاتے جسے وہ نہیں جانتے ہیں! اے زمین۔ زمین زمین خداوند کا کلام سُن۔ خداوند ایسا فرماتا ہے اس آدمی کو بے اولاد لکھو۔ ایسا آدمی جو اپنے دنوں میں اقبالمندی کا منہ نہ دیکھیگا۔ کیونکہ کون اُسکی اولاد میں سے بھی اقبالمند نہ ہوگا کہ کبھی داؤد کے تخت پر بیٹھے اور یہوداہ پر سلطنت کرے" یرمیاہ ۲۲: ۲۸۔ ۳۰۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یکونیاہ کی اولاد نہ ہوگی کیونکہ ہم کو صاف طور پر بتلایا گیا ہے کہ اُسکی اولاد ہوئی تھی (۱ تواریخ ۳: ۱۷ و متی ۱: ۱۲) لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ اُسکی اولاد میں سے کوئی داؤد کے تخت پر نہ بیٹھیگا۔

متی کی انجیل میں جو نسب نامہ ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ داؤد کے تخت کا جائز حقدار یکونیاہ کی نسل کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہوسکتا تھا۔

اگر یسوع یکونیاہ کی نسل میں سے مردوں کے سلسلے میں ہوتا تو داؤد کا بیٹا ہونے کے باعث تخت کا وارث ہو سکتا تھا۔ مگر یکونیاہ کے نسل سے ہونے کے سبب تخت کا وارث نہیں ہو سکتا تھا۔ یہاں یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ داؤد کے تخت کے بائز حقدار ہمیشہ باپ سے پیدا ہوتے رہے نہ کہ ماں کی طرف سے۔

کیسی عجیب بات ہے کہ اگرچہ یرمیاہ کی پیشینگوئی کے رو سے یکونیاہ کے جائز وارث محروم کئے گئے تھے تو بھی نسب نامے بڑی حفاظت سے محفوظ رکھے گئے تھے۔

متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ اور گرفتار ہوکر بابل جانے کے بعد یکونیاہ سے سیالتی ایل پیدا ہوا۔ سیالتی ایل سے زرُبابل پیدا ہوا اور زرُبابل سے ابیہود پیدا ہوا وغیرہ۔ یہ نسب نامہ یعقوب تک پہنچتا ہے جس سے یوسف پیدا ہوا۔ ان شاہزادوں میں سے ہر ایک شاہ یکونیاہ کی حقیقی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے تخت کا حقدار تھا۔ کیونکہ وہ رد کئے ہوئے بادشاہ کے ہو بہو نسل سے تھے۔ اور سیدھا . . . . نسل ہی سے تھے۔

اب متی کے الفاظ دیکھئے جو غور طلب ہیں۔ "یعقوب سے یوسف پیدا ہوا" یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا۔ جو مسیح کہلاتا ہے۔ اس کے بعد ہی بتلایا جاتا ہے کہ کس طرح یسوع اپنی ماں کی شادی سے پیشتر روح القدس سے حمل میں آیا اور کس طرح الٰہی ہدایت کے مطابق یسوع کی پیدائش سے پیشتر اُسکی ماں کی شادی ہوئی۔ اس طرح سے وہ یوسف کا بیٹا تھا بغیر یوسف کی نسل سے پیدا . . . . میں سے ہونے کے۔ اس واسطے وہ یکونیاہ کی نسل میں سے بھی تھا جب یسوع پیدا ہوا اس وقت یوسف بھی زندہ تھا جو داؤد کے تخت کا وارث ہوسکتا تھا۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوتا کہ ایک ہی وقت میں تخت کے دو جائز وارث ہوں۔ لوقا یوسف کی نسبت بتلاتا ہے کہ یوسف داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ یوسف تخت کا وارث تھا۔ باوجودیکہ یرمیاہ کی نبوت کے مطابق حکومت کرنے سے روکا گیا تھا۔

مسیح صرف کنواری سے ہی پیدا ہوکر یرمیاہ کی نبوت کی روک پر غالب آسکتا تھا۔

اگر وہ یوسف کی ذاتی نسل سے پیدا ہوتا تو

عورت کی نسل نہیں ہو سکتا تھا (پیدائش ۳: ۱۵) اگر وہ یوسف کی قدرتی نسل سے پیدا ہوتا تو وہ یسعیاہ نبی (۷: ۱۴) کے وعدے کے بموجب کنواری سے پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر وہ یوسف کی نسل سے پیدا ہوتا تو یکونیاہ کی نسل میں سے ہی ہوتا اور پھر داؤد کے تخت پر بیٹھ کر یہوداہ میں حکومت نہ کر سکتا تھا۔ یہ ساری مشکلات اُسی وقت حل ہوتی ہیں جب ہم قبول کرتے ہیں کہ وہ کنواری سے پیدا ہوا لیکن اگر ہم کنواری سے اُس کی پیدائش کا انکار کریں تو سب کچھ گڑبڑ اور اُلٹا پلٹا معلوم ہوتا ہے۔

دو نسب ناموں کی مشکل

مندرجہ بالا تجویز کے مطابق متی اپنی انجیل کو اس طرح شروع کرتا ہے "یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہیم کا نسب نامہ"۔ دونوں جگہ ابن کے لئے یونانی لفظ ہوئیاس استعمال کیا گیا ہے۔

کیا یہ بڑے تعجب کی بات نہیں ہے کہ متی نے اپنی انجیل میں ایک جگہ بھی یسوع کو داؤد یا ابراہیم کی نسل سپرما ... نہیں کہا بلکہ وہ ہمیشہ داؤد کا اور ابراہیم کا بیٹا ہوئیاس کہتا ہے۔

متی یوسف کا نسب نامہ اس لئے درج کرتا ہے تاکہ تبلادے کہ یعقوب سے یوسف پیدا ہوا لیکن لوقا کہتا ہے کہ یوسف ہیلی کا بیٹا تھا (لوقا ۳: ۲۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل میں یوسف ہیلی کا داماد تھا کیونکہ اُسکی شادی مریم سے ہوئی تھی اور مریم کے باپ کا نام ہیلی تھا یعنی وہ اسکا خسر تھا۔

یہ بات دونوں نسب ناموں کی مشکل کو حل کر دیتی ہے۔ لوقا یسوع کو ناتن کے سلسلے میں داؤد کی نسل ثابت کرتا ہے جو شاہی نسل کا سلسلہ نہیں ہے۔ اس طرح بھی یسوع انسانیت کے طور پر جس کا وعدہ کیا گیا تھا (زبور ۸۹: ۳۶) داؤد کی نسل سے ثابت ہوتا ہے۔

متی کی انجیل میں ہم پڑھتے ہیں کہ مجوسیوں نے پوچھا کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ (متی ۲: ۲) یسوع ہی اکیلا شخص تھا جو بادشاہ پیدا ہوا تھا۔ جب وہ پیدا ہوا یوسف زندہ تھا۔ مگر جیسا کہ ہم بتلا چکے ہیں وہ تخت کا وارث نہیں ہو سکتا تھا لیکن مسیح کا پورا حق تھا اور اس کے لئے کوئی روک نہ تھی۔ پس وہ بادشاہ پیدا ہوا۔ نتن ایل نے سچ کہا تھا کہ "اے ربی تو خدا کا بیٹا تو اسرائیل کا بادشاہ ہے" (یوحنا ۱: ۴۹)

یقین کیجئے اگر وہ کنواری سے پیدا ہو کر خدا کا بیٹا نہ ہوتا تو وہ اسرائیل کا بادشاہ نہ ہو سکتا تھا۔ جب پیلاطوس نے اُس سے پوچھا "کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے" (لوقا ۲۳: ۳) اُس نے اس کے جواب میں کہا "تو خود کہتا ہے"۔

چونکہ لوقا مسیح کا نسب نامہ اُسکی انسانیت کو ظاہر کرنے کے لئے مریم کی طرف سے پیش کرتا ہے اس واسطے اس کا مسیح کو پیش کرنے کا طریقہ بھی مختلف ہے۔ مثلاً جبکہ فرشتے نے ان سے کہا کہ "ڈرو نہیں کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری امت کے واسطے ہوگی کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا یعنے مسیح خداوند۔ لوقا ۲: ۱۰-۱۱

متی کی انجیل میں مسیح خاص طور پر داؤد کا بیٹا اور یہودیوں کا بادشاہ تبلایا جاتا ہے اور اسکی خدمت بھی انہیں لوگوں کے واسطے ہے۔ متی اپنی انجیل میں مسیح کو آٹھ دفعہ داؤد کا بیٹا کہتا ہے چنانچہ مسیح داؤد کا بیٹا ہو کر ہی کہتا ہے کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا (متی ۱۵: ۲۴) نیز وہ سکھاتا کہ وہ پہلے اپنے تئیں خدا کے برگزیدہ لوگوں کی خدمت کے لئے وقف کر دے اور یہ اُس نے خود کیا اور اپنے شاگردوں کے وسیلے کیا (متی ۱۰: ۵-۶)

لوقا میں مسیح داؤد کی نسل کہلاتا ہے جو کنواری مریم سے پیدا ہوا ہے۔ اس واسطے وہ تمام لوگوں کو نجات دہندہ ہے اور یہ بات پولوس کی خدمت کے خیال کے بموجب بھی ہے جب پولوس کو بنی اسرائیل کی قوم نے رد کیا اور مسیح کو قبول نہ کیا تو اُس نے کہا میں بلایا گیا ہوں کہ بغیر اس امتیاز کے کہ فلاں یہودی ہے یا غیر قوم سب گنہگاروں کو خدا کے فضل کی منادی کروں (رومیوں ۳: ۲۲-۲۳۔ گلتیوں ۱: ۱۶) پولوس کبھی مسیح کا داؤد کے بیٹے کے طور پر بیان نہیں کرتا کیونکہ وہ اُسکو بطور بادشاہ کے پیش نہیں کرتا۔ بلکہ داؤد کی نسل کے طور پر اس کا بیان کرتا ہے کیونکہ وہ اُسکو نجات دہندہ پیش کرتا ہے (رومیوں ۱: ۳ و ۲-تیمتھیس ۲: ۸)

لیکن پولوس بار بار مسیح کی الوہیت کا بیان کرتا ہے۔ اور گویا اس طرح سے اُس کے کنواری سے پیدا ہونے کی ضرورت کی منادی کرتا ہے۔ اگرچہ پولوس نے مسیح کے وسیلے نجات کی پوری تجویز کا بیان کیا ہے مگر اُس کے کنواری سے پیدا ہونے کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مسیح کو نجات دہندہ قبول کرکے اسی پر کسی کو شک نہیں ہو سکتا تھا۔

سوم۔ پچھلا آدم

پولوس کی تعلیم کے مطابق تمام بنی آدم نے آدم میں ہو کے گناہ کیا (رومیوں ۵: ۱۲۔ ۱ کرنتھیوں ۱۵: ۲۲) چونکہ آدم تمام نسل کا باپ تھا اور جب وہ گناہ میں گر گیا تو تمام نسل اُس کے ساتھ گناہ میں گر گئی نیز آدم تمام نسل کا ذاتی طور پر سر بھی تھا اور ہر ایک جو ذاتی طور پر اُسکی نسل سے پیدا ہوتا ہے اسکی گناہ آلودہ نیچر کو بھی حاصل کرتا ہے (رومیوں ۵: ۱۸-۱۹ اور مرقس ۳: ۱۲ وغیرہ) اس سے سوال ہم کو سکھلاتا ہے کہ اگر ہم نے نجات حاصل کرنی ہے تو کوئی ایسا شخص ہماری نسل میں آوے جو سچا انسان تو ہو مگر تو بھی آدم کی نسل سے ذاتی طور پر پیدا نہ ہوا ہو اور اس طرح اس نے آدم کا گناہ اور اسکی گنہگار نیچر کو ورثہ میں حاصل نہ کیا ہو۔ ہمارا عوضی یا ضامن ہونے کے لئے ضرور ہے کہ وہ حقیقی انسان ہو مگر لائق اور کامل عوضی ہونے کے لئے ضرور ہے (دیکھو صفحہ ۱۰ کالم ۲)

[illegible] پادری ای۔ ڈی۔ ڈیلی صاحب ایس۔ ٹی۔ ایم مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر کے چھپا۔